ظاہر ہے کہ ایسی عورتیں آئندہ نسلوں پر اپنا اثر ڈال کر ان میں ترقی و رفعت کا حوصلہ، علو ہمتی اور خودداری کا ولولہ حریت و آزادی کا جذبہ اور علم و عمل کا جوش پیدا کر سکتی ہیں اور غیر ممکن ہے کہ ایسے ماحول میں پرورش پانے والے فرزند کبھی ناکامی کا منہ دیکھیں۔

مذکورہ بالا سطور عورتوں کی علم دانی اور معاملہ فہمی پر آئندہ نسلوں کی فلاح و بہبود کی روشن ترین دلیل ہیں لیکن مردوں کے طبقہ میں بھی علم کی نشر و اشاعت ازبس ضروری ہے کیونکہ اولاد پر والدین کا اثر صرف والد یا محض والدہ کے اثر سے بدرجہا بہتر پڑیگا۔ اس حقیقت کے پیش نظر دونوں طبقوں میں علم و عمل اور جد و جہد کی اسپرٹ پیدا کرنی چاہیئے۔ نہیں تو کم از کم ماں کو ان صفات سے کبھی عاری نہ ہونا چاہیئے۔ (مختارات جرجی زیدان)

# عربوں کی بےنظیر میزبانی

(از وزیر احمد صاحب متعلم جماعت دوم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ناظرین کرام انسانوں کو مزین کرنیوالے جتنے علل و اسباب پائے جاتے ہیں ان سب سے افضل اور اشرف چیز حسن خلق ہے حسن خلق کے بہت سے اقسام ہیں اور اس کا ثبوت بہت طرح سے دیا جا سکتا ہے انھیں اقسام میں سے ایک قسم میزبانی اور ضیافت بھی ہے یعنی جس شخص کے اندر مہمان کی خدمت اور اس کی خاطر و مدارات کا جذبہ اچھی طرح سے پایا جاتا ہے وہ شخص بہت معزز شمار کیا جاتا ہے میں بتاؤں گا کہ عربوں میں وہ بے مثل جذبہ میزبانی پایا جاتا ہے اور پایا جاتا تھا جو غالباً دوسرے اور کسی جگہ کے لوگوں میں نہیں پایا جاتا۔ اگر واقعات کی روشنی میں غور کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل ظاہر اور عیاں ہو جائے گی کہ عرب مہمانوں کی خاطر و مدارات سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتا تھا۔ نیز انھیں اس بات کا بیحد شوق تھا کہ ان کے یہاں کوئی مہمان آئے اور یہ دل کھول کر ان کی تواضع کریں خواہ وہ عرب اسلام کے قبل کے ہوں یا اس کے بعد کے دونوں میں یہ جذبہ موجود تھا۔ حتیٰ کہ اسلام سے پہلے عرب کے لوگ اس چیز کو فخر سے بیان کرتے تھے اور وہ شخص جو زیادہ سے زیادہ مہمانوں کو کھانا کھلاتا تھا وہ بہت معزز اور مکرم سمجھا جاتا تھا وہ اسی شوق میزبانی میں ضرورت کے وقت سینکڑوں اونٹنیاں ذبح کر ڈالتے تھے اور ایسی اونٹنیاں ہوتی تھیں جو بہت پیاری ہوتی تھیں لیکن وہ بے دریغ ذبح کر ڈالتے تھے +

چنانچہ حضرت لبید بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے قبل جب اشعار کہا کرتے تھے تو اس وقت وہ اپنی تعریف کرتے ہوئے اور اپنے حسب و نسب اور جود و سخا کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "میں ایسی اونٹنیوں کو جو بانجھ اور بچہ دار ہوتی ہیں ذبح کر ڈالتا ہوں اور پھر تمام مہمانوں اور غربا اور مساکین میرے یہاں جمع ہو کر خوب مزے سے کھاتے ہیں" بعض ایسے ہوا کرتے تھے

کہ خود اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک ان کے یہاں کوئی مہمان نہ آجائے وہ اپنی آنکھیں اسی انتظار میں لگائے بیٹھے رہ
تھے اور جب کہیں انھیں کوئی مسافر ملتا تو اسے فوراً بلا کر اپنا مہمان بناتے اور اس کی خاطر و مدارات عزت و تکریم کرتے اگر ان کے پا
کوئی ایسا مہمان آجاتا جس سے کہیں لڑائی ہوچکی ہو اور اس کے دشمن اس کے تعاقب میں لگے ہوں تو میزبان اس مہمان کی حفاظ
اور اس کا بچاؤ اپنے اوپر فرض کر لیا کرتے تھے اور حتی الامکان اس کا بچاؤ کرتے تھے بعض مرتبہ تو ایسا ہوا ہے کہ انھیں مہمانوا
کیلئے قبیلوں میں آتشِ عداوت بھڑک اٹھتی تھیں اور خون کی ندیاں بہ جاتی تھیں ہاں ہاں وہ یہ گوارا کر لیتے تھے کہ خود ان کے
بچوں اور رشتہ داروں کی جانیں قربان ہوجائیں لیکن انھیں یہ گوارا نہ تھا کہ مہمان پر کوئی مصیبت آجائے انھیں عربوں میں یہ قاع
تھا کہ رات کو اپنے مکانوں کے اردگرد آگ کے شعلے بھڑکا دیا کرتے تھے تاکہ اس کو دیکھ کر بہکا ہوا مسافر ان کے یہاں مہمان ہوجائے
رات چین سے بسر کرلے اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے اسلام سے قبل کا واقعہ لیجئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پا
فرشتے انسانوں کی شکل میں آئے تھے اس وقت انھوں نے اپنے جذبہ میزبانی کے ماتحت سب سے پہلے ان کے سامنے ایک گا
کے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت ان کو پیش کیا تھا چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْ
یعنی رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے خطاب کیا جاتا ہے کہ کیا آپ کے پاس حضرت ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے کہ جب
ان پر داخل ہوئے تو سلام کے بعد ہی انھوں نے ایک گائے کے بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا جیسے ارشاد ہے۔ فَرَا
اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ +

حاتم جو ایک مشہور سخی گزرا ہے اس کے بچپن ہی کے وقت سے اس کے جذبہ مہمان نوازی کی کوئی حد نہ تھی اس سے یہ گوارا نہ ہوتا
کہ بلا کسی مہمان کو ساتھ ملائے ہوئے کھانا کھائے۔ ایک مرتبہ یہ شخص جنگل میں اونٹ چرا رہا تھا کھانے کے وقت اس نے کسی مہمان کی
تلاش شروع کی آخر اس کو تین سوار ملتے ہیں اور حاتم سے کھانا طلب کرتے ہیں حاتم پہلے ہی سے اس کا مشتاق تھا اس نے فوراً اذ
ذبح کر ڈالے اور ان کی اچھی طرح خاطر و مدارات کی اسی طرح اور بھی بہت سے واقعات ہیں اب اسلام کے بعد کے واقعات کو لیجئے خو
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ یاد کیجئے جب کہ آپ کے پاس ایک مہمان آیا ہوا تھا اور اس نے تمام کھانا بری نیت سے کھا لیا لیکن ہضم
نہ کرسکا اور رات کو تمام بستر غلیظ کر دیا صبح اٹھتے ہی وہ بدحواسی کے عالم میں بھاگ گیا لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوتی ہے
آنحضورؐ اس کے چلے جانے پر بہت افسوس کرتے ہیں اور خود اس کی نجاست اپنے دست مبارک سے صاف کرتے ہیں اور آپ کی پیشانی
مہمان کی جانب سے کوئی شکن بھی نہیں پڑتی ہے۔

ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمرؓ و حضرت ابوبکرؓ بھوک کی وجہ سے اپنے اپنے گھر سے نکل پڑے اور ایک
انصاری کے یہاں پہنچے جب انصاری کی عورت نے دیکھا تو کہا۔ مرحبا و اھلاً۔ اور جب انصاری نے دیکھا تو وہ فرطِ مسرت اور غایت
میں چلا اٹھتے ہیں کہ آج کوئی ایسا شخص نہیں جن کے مہمان میرے مہمانوں سے افضل ہوں۔ اس کے بعد انھوں نے کئی قسم کے کھجور پیش کے
اور ایک بکری فوراً ذبح کرکے سب کی خاطر و تواضع کی۔

واقعہ یاد کیجئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحابی کے سپرد کسی مہمان کو کردیتے ہیں اور وہ صحابی بخوشی اس کی
کر لیتے ہیں لیکن جب گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ صرف بچوں کے لئے ذرا سا کھانا رکھا ہوا ہے لیکن اللہ اللہ ان میں جذبۂ
قدر بھرا ہوا تھا کہ صحابی کی عورت بچوں کو تھپکیاں دیکر سلادیتی ہے اور جب کھانا کھانے بیٹھتے ہیں تو انھوں نے اپنی رفیقہ حیات
لہ چراغ گل کردینا تاکہ مہمان سمجھے کہ ہمارے میزبان بھی کھارہے ہیں چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور مہمان آسودہ ہوگیا اللہ اکبر!
جانتا کہ ماں کی مامتا اور باپ کی محبت اپنے لڑکوں سے کسقدر ہوتی ہے کہ وہ اس پر کسی چیز کو مقدم نہیں کرتے لیکن یہ عرب
نے کلیجہ پر پتھر رکھکر اپنے بچوں کو بھوکا رکھا لیکن مہمان کو تکلیف نہ پہنچنے دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک
لن موجود تھی جسے چار آدمی اٹھا سکتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قیدی کو ایک صحابی کے سپرد کردیا اور کہا کہ
ت سے رکھنا چنانچہ وہ گھر لیجاکر خود اور اس کی بیوی خشک کھجور کھاکر پانی پی لیتے ہیں لیکن اس مہمان قیدی کو روٹیاں
اس پر خود قیدی کو تعجب ہوا اور اس سے دریافت کیا کہ خدا کے بندے یہ کیا ماجرا ہے کہ میں تو تیرے خون کا پیاسا اور تیرے
نا تیرے نبی کو نیست و نابود کرنے کا ارادہ رکھنے والا ہوں لیکن تو میری اس طرح خاطر و مدارات کرتا ہے اور خود تکلیف
اس پر صحابی نے جواب دیا کہ اگرچہ تو کافر سہی اور ہمارا دشمن سہی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سپرد کیا ہے اب
ہمان ہو اسلئے ہم پر تمہارے آرام کے وسائل بہم پہنچانے ضروری ہیں اسی طرح بہت سے واقعات ہیں جن سے عربوں کی بینظیر
نیا میں ضرب المثل بن گئی ہے۔

---

# فطرت

(از جناب مولوی حافظ عبداللہ صاحب عقیلؔ مئوی خطیب جامع مسجد کوچین مناپجری)

جسکو تم سمجھے ہو "فطرت" دراصل "فطرت" نہیں ✣ اور جو "فطرت" ہے یارو! اس کو تم سمجھے کہاں (عقیل)

شک نہیں کہ عقل کی مزاحمت نقل کیساتھ روز اول اور ازل ہی سے ہے لیکن کجا مخلوقات کی عقل محدود و متناہی اور کجا
کان کی حکمت لامحدود اور علم لامتناہی ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ غیر ممکن ہے کہ حکمت خداوندی کا احاطہ اس کی
قل و معلومات کرسکے، اس قادر بیچوں کے اسرار و نکات اور رموز کی تہ کو کیا مجال جو مخلوقات کی فہم و فراست پاسکے، اس
، اس کی صنعت اور اس کی طاقت و قدرت کا تاہ لگانا یقیناً مخلوقات کی قوتِ ادراک سے بالاتر ہے۔ اس بے عیب ذات،
صفات کے کارخانہ قدرت میں حرف گیری و انگشت نمائی کرنا بلاریب شقاوت ابدی کو مول لینا ہے کیونکہ اس کا علم قدیم و غیر
ر مخلوقات کا علم حادث و محدود ہے۔ اس کی معلومات کامل، مکمل بلکہ اکمل ہے اور اس کے مخلوقات کی معلومات ناقص